International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 02, July-Sep 2024
pp:102 - 110

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

برصغیر کے تفسیری ادب میں مطالعہ ادیان کی روایت: تفسیر نجوم الفرقان کا تحقیقی مطالعہ

The Tradition of Religious Studies in the Exegetical Literature of the Subcontinent: A Research Study of Tafsīr Najūm al-Furqān

Ali Raza
M Phil Scholar, Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad
Aligcuf1@gmail.com
Dr. Muhammad Rizwan Mahmood
Assistant Profersor, Riphah International University, Faisalabad
Rizwan.mahmood@riphahfsd.edu.pk

Abstract

Among the scriptures of Semitic religions, the Holy Qur'an holds a unique place as the unaltered word of God, serving as a source of human salvation. Its inimitability and universality elevate it to the highest rank among religious texts. To truly comprehend its message and divine guidance, one must be deeply familiar with its content. The Prophet Muhammad (peace be upon him) not only conveyed the Qur'an but also provided a detailed explanation, as mentioned in the verse:

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ(النحل :44)

"And We sent down to you (O Muhammad) the message that you may explain clearly to the people what was sent down to them that they may reflect." (Al-Nahl: 44)

This has led to the development of Qur'anic exegesis (Tafsir al-Qur'ān), an essential field for understanding divine content. Over time, the Qur'an has been interpreted in various languages, including Urdu, where Nujum-ul-Furqān stands out as a significant contribution. Written by 'Allama Abdul-Razzaq Bhutrālwī (b.1947), this tafsir is expected to span 22 volumes, with 11 already published, covering the Qur'an's early chapters. Bhutrālwī's expertise in Arabic literature, jurisprudence, and Islamic philosophy shines through, making his work a valuable resource for students and scholars alike. His approach to addressing Islamic teachings, theological issues, and sectarian differences sets Nujum-ul-Furqān apart from other tafsirs. The thesis discusses this work across five chapters, covering the author's life, methodology, sources, theological points, and a comparative analysis with contemporary Urdu commentaries such as Tafhim-ul-Qur'an and Ma'arif-ul-Qur'an.

Keywords: Qur'anic Exegesis, Nujum-ul-Furqan, Abdul-Razzaq Bhutrālwī, Comparative Study, Islamic Jurisprudence.

CC BY

1. تعارف موضوع

قرآن مجید اللہ رب العزت کی طرف سے انسانیت کو عطا ہونے والا آخری اور مکمل صحیفہ ہدایت ہے۔ جو کہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے رُشد و ہدایت کا منبع ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک ملت اسلامیہ کی حیات اجتماعی قرآنی ہدایت کے زیر اثر رہی اور اس کی روح کو ملت اسلامیہ نے اپنے پیش نظر رکھا عروج و غلبہ اس کا مقدر رہا، مگر اس ہدایت کو ترک کرتے ہی ملت اسلامیہ کی عظمت تاریخ کے صفحات کی زینت بن کر رہ گئی، ملت اسلامیہ کا یہ زوال اس کی دلیل ہے کہ اس امت کا تمام تر عروج قرآنی ہدایت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا [1]

"تو کیا وہ قرآن مجید میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔"

جب انسان قرآن مجید غور و فکر کرتا ہے تو اس سے ہدایت خیزی کا باعث بن جاتا ہے۔ کیونکہ جب تک قرآن مجید سے ہمارا تعلق مضبوط نہیں ہو گا اس کی تفہیم بھی ممکن نہیں۔ ہر دور کے محققین اور اہل علم کے لیے اس میں ان گنت مخفی خزانے موجود ہیں۔ انہوں نے اس مقصد کے حصول کے لئے اپنے شب و روز لگائے اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے تفہیم القرآن کے لئے آسانیاں پیدا کیں۔ صحابہ کرام کا یہ معمول تھا کہ نبی کریم ﷺ سے دس دس آیات سیکھا کرتے تھے اور جب تک وہ دس آیات کے علوم اور ان کے عملی پہلوؤں کو جان نہ لیتے مزید آیات نہ سیکھتے۔[2] صحابہ کرام کے بعد تابعین اور تبع تابعین اور متاخرین، محدثین اور فقہاء اور مفسرین نے بھی اس علم سے اپنی وابستگی کو قائم رکھا۔ اسی طرح برصغیر پاک وہند کے علماء و مشائخ نے بھی اپنے ذوق سلیم اور خداداد صلاحیتوں کو استعمال میں لا کر کتاب لاریب سے منشاء الٰہی کو سمجھنے کی انتہائی کامیاب سعی فرمائی۔ برصغیر پاک وہند کے بہت سے علماء و مشائخ نے تفاسیر لکھیں۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی علامہ عبد الرزاق بھترالوی ہیں۔ جنہوں نے اسلامی علوم کے حوالہ سے اس دورِ زوال میں نجوم الفرقان من تفسیر القرآن لکھ کر موجودہ دور کی ایک اہم ضرورت کو پورا کر دیا۔ جس میں مختلف ادیان کی مباحث کو بہت خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ نجوم الفرقان من تفسیر القرآن کی اگرچہ متفرق خصوصیات ہیں مگر اس میں مطالعہ ادیان کی مباحث کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ علامہ عبد الرزاق بھترالوی ایک کہنہ مشق مدرس ہیں۔ آپ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں ۴۰ سال تک درس و تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے اور اب اپنے ادارے " جامعہ جماعتیہ مہر العلوم " شکریال راولپنڈی میں فیضِ علم تقسیم فرما رہے ہیں۔ جامع مسجد غوثیہ ایف سکس ون، اسلام آباد میں بطور خطیب دعوت و تبلیغ کی ذمہ داریاں نبھاتے رہے ہیں۔ درس و تدریس اور وعظ و خطابت کے ساتھ ساتھ تحریر کا میدان بھی آپ کے پیشِ نظر رہا۔ آپ کی نوکِ قلم سے بہت سی کتب وجود پا کر اہل علم سے داد وصول کر چکی ہیں۔

2. مکالمہ بین المذاہب کی اہمیت

اسلام نے دوسرے مذاہب کے ساتھ مکالمہ کی دعوت کا آغاز کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْاْ إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللّهِ فَإِن تَوَلَّوْاْ فَقُولُواْ اشْهَدُواْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ [3]

"آپ فرماؤ اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ ہو کہ ہم مسلمان ہیں۔"

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کریم نے دیگر ادیان عالم کے ساتھ نہ صرف تقابل اور مجادلہ کیا ہے بلکہ ان کو مکالمہ کی بھی دعوت دی ہے۔ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ بحث و مباحثہ کے آداب سکھاتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ [4]

"اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔"

ان آیات سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ تقابل ادیان ایک اہم ترین موضوع ہے۔ جس کے دلائل عقل و طبع سے ماخوذ ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن سے بھی ملتے ہیں۔

3. تقابل ادیان کا مفہوم

تقابل ادیان عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنیٰ آمنا سامنا، موزانہ کرنا، مقابلہ کرنا کے ہیں۔ مقابلہ کے انداز میں آمنے سامنے ہونے کو تقابل کہا جاتا ہے۔ شرعی لحاظ سے مختلف ادیان کا حق و باطل کے لحاظ سے تقابل کرنے کو تقابل ادیان کہا جاتا ہے۔ ولی خان اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تقابل ادیان ایک ایسا موضوع ہے جس میں ادیان عالم کے بنیادی عقائد کو زیر بحث لا کر ان کا تقابل و موزانہ کیا جاتا ہے۔"[5]

بنیادی عقائد کے ساتھ ساتھ دیگر تعلیمات دین کا تقابل اور موزانہ بھی تقابل ادیان کا حصہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ کریم بخش لکھتے ہیں: "تقابل ادیان سے مراد دنیا کے چند بڑے بڑے مذاہب اور ادیان کی تعلیم کا بغیر کسی تعصب کے موزانہ کیا جائے۔ اگر ان میں اچھائیاں دکھائی دیں تو ان کا اعتراف کیا جائے۔ ان کی برائیوں پر تنقید کی جائے۔ ادیان عالم کے بنیادی عقیدوں، عبادتوں اور رسم و رواج کا عادلانہ جائزہ لیا جائے تاکہ ادیان کی قدر و قیمت، اچھائیاں، برائیاں روز روشن کی طرح سب پر

عیاں ہو جائیں۔ یعنی اچھائیوں کی تعریف کی جائے اور برائیوں کو دلائل سے رد کیا جائے تاکہ اصل حقیقت تک رسائی ممکن ہو۔"[6]

4. یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے عقائد میں فرق

اہل اسلام اللہ تعالیٰ کی کتاب کے احکام کو اسی طرح مانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا حکم ہے مگر یہود و نصاریٰ نے اپنی خواہشات کے مطابق دین اور کتاب میں تبدیلیاں کر دی ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لاَ يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلاَّ أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلاَّ يَظُنُّونَ[7]

اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں جو کتاب کو نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا یا کچھ اپنی من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں۔

اسی طرح صاحب نجوم الفرقان علامہ بھترالوی نے بھی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مسلمانوں اور اہل کتاب کا فرق بیان کیا ہے جیسا کہ آپ تحریر کرتے ہیں۔

"اہل سنت مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام شفاعت فرمائیں گے۔ رب تعالیٰ کے ہاں اپنے عجز کا اظہار کریں گے اور رب تعالیٰ اپنی خصوصی مہربانی فرماتے ہوئے ان کی شفارش کو قبول فرمائے گا۔ اور یہود و نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام اپنی وجاہت سے رب تعالیٰ کو مرضی تبدیل کرنے پر مجبور کر دینگے، یہ فرق واضح رہے کہ کوئی گستاخ انبیاء کرام ان کی شفاعت کو اور اہل سنت کے عقیدہ کو یہود کے عقیدہ سے تشبیہ نہ دے۔"[8]

یہودی کہتے تھے کہ بے شک ہم کافر بھی کیوں نہ ہو جائیں رب تعالیٰ ہم کو چالیس دنوں سے زیادہ عذاب نہیں دے گا وہ چالیس دن بھی اس لئے کہ ہمارے آباؤ اجداد نے چالیس دن بچھڑے کی پوجا کی تھی۔ اس کے علاوہ ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ نبوت بنی اسرائیل کے علاوہ کسی اور کی طرف منتقل نہیں ہو سکتی جیسا کہ نجوم الفرقان میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہود کی شریعت قیامت تک واجب العمل ہے۔ یہ کبھی منسوخ نہیں ہو سکتی یہ ان کا صریح جھوٹ تھا کہ ان کی اپنی کتاب نبی کریم ﷺ کی شریعت کو ناسخ کہتی تھی اور وہ یہ کہتے تھے کہ نبوت کی استعداد بنی اسرائیل میں سے صرف حضرت اسحقؑ کی اولاد میں پائی جاتی ہے، کسی اور خاندان میں نبوت کی استعداد نہیں۔"[9]

5. مسلمانوں اور مجسوسیوں میں امتیازی فرق

مجوس مجوسی کی جمع ہے، مجوس سے مراد آتش پرست ہیں جو دو خالق مانتے ہیں، ایک خالق خیر (یزدان) اور ایک خالق شر (اہر من) یہ لوگ اپنے آپ کو زرتشت کا پیرو کہتے ہیں۔ مجوسیوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ شرک کی اور دو خداؤں کا عقیدہ اپنایا۔ ان کے باطل عقائد میں علامہ بھتر الوی اپنی تفسیر نجوم الفرقان میں بیان کرتے ہیں:

"مجوسی ایک خدا کے ساتھ دوسرا خدا اسی طرح مانتے ہیں جس طرح ایک خدا خالق ہے اس طرح دوسرا خدا بھی خالق ہے۔ مجوسی کہتے ہیں کہ جس طرح ایک خدا کا وجود اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں اسی طرح دوسرا خدا بھی کسی کا محتاج نہیں۔ مجوسیوں کا یہ کہنا ہے کہ جس طرح ایک خدا کی ابتداء اور انتہا نہیں اسی طرح دوسرے خدا کی بھی ابتداء اور انتہا نہیں۔ مجوسیوں کا عقیدہ ہے کہ جس طرح ایک خدا خود عطا کرنے میں مستقل ہے کسی کا محتاج نہیں اسی طرح دوسرا خدا بھی عطا کرنے میں خود ہی مستقل ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔"[10]

5.1. مسلمانوں کا عقیدہ

صاحب نجوم الفرقان نے پہلے مجوسیوں کے عقائد کو بیان کیا پھر ان کے باطل نظریات کو رد کرتے ہوئے مسلمانوں کے بنیادی عقائد، انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے بارے میں اہل ایمان کے جو نظریات ہیں ان کی وضاحت کی ہے جیسا کہ آپ تحریر کرتے ہیں:

"انبیاء کرام اور اولیاء کرام مخلوق ہیں خالق نہیں۔ خالق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں لیکن انبیاء کرام اور اولیاء کرام اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی بتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہا۔ لیکن انبیاء کرام اور اولیاء کرام ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ عطا کرنے میں خود قادر ہے کسی کا محتاج نہیں لیکن انبیاء کرام اور اولیاء کرام عطا کرنے میں خود قادر نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ یہ رب تعالیٰ سے ہی دلاتے ہیں۔"[11]

5.2. بت پرستی

بت پرست کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی ظاہری شکل وصورت کو الہ کا درجہ دینا، اسے اپنا خدا ماننا، اسے اپنا مشکل کشا ماننا، بت پرستی میں عام طور پتھر، لکڑی یا دھات سے ہاتھوں کی بنائی ہوئی شبیہ کو پوجا جاتا ہے۔

بتوں کے بارے میں مولانا کاندھلوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"توحید کے باب میں ہندوؤں کا تو کچھ حال ہی مت پوچھو دو چارے وکیا دس بیس خداؤں کے بھی قائل نہیں کہ کوئی شخص ان کے خداؤ کی فہرست بھی مرتب کر سکے۔ ہندوستان کے اکیس کروڑ ہندو تینتیس (33) کروڑ دیوتا اور معبود کے قائل ہیں۔ تینتیس(33) کروڑ معبودوں کو اگر اکیس کروڑ عابدوں پر تقسیم کی جائے تو حساب سے فی عابد کے حصے میں ڈیڑھ معبود آتا ہے۔"[12]

جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب قوم نوحؑ کے بتوں کی پوجا کرتے تھے کہا جاتا ہے کہ عمرو بن لحیٔ جو جرہم قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا[13]، اس کے ذریعے ہی مکہ میں بت پرستی آئی تھی جس نے اپنے شام اور عراق کے ایک سفر کے دوران وہاں بت پرستی دیکھی اور وہ اس کو اچھی لگی اور وہاں سے ایک بت لاکر مکہ مکرمہ میں اس کا تعارف کرایا اور کعبہ کے دروازہ پر اس کو نصب کیا، اس کا نام ہبل تھا، اور وہ انسان کی شکل میں تھا، اس کو بتدریج اہل مکہ سب سے بڑا اور اہم بت سمجھنے لگے اور اس کے ساتھ مختلف جگہوں پر دوسرے بت نصب ہوتے چلے گئے، بالآخر اس طرح بتوں کی کثرت ہوگئی۔ اس کے بارے میں مزید صاحب الرحیق المختوم تحریر کرتے ہیں:

"کہا جاتا ہے کہ ایک جن عمرو بن لحیٔ کے تابع تھا، اس نے بتایا کہ قوم نوح کے بت، یعنی وَدّ، سُواع، یغوث، یعوق اور نسر، جدّہ میں مدفون ہیں۔ اس اطلاع پر عمرو بن لحیٔ جدّہ گیا اور ان بتوں کو کھود نکالا پھر انہیں تہامہ لایا اور جب حج کا زمانہ آیا تو انہیں مختلف قبائل کے حوالے کیا، یہ قبائل ان بتوں کو اپنے اپنے علاقوں میں لے گئے، اس طرح ہر ہر قبیلے میں، پھر ہر ہر گھر میں ایک ایک بت ہو گیا۔"[14]

یہاں تک کہ انہوں نے ان بتوں کو خانہ کعبہ کے اندر رکھ لیے اور وہ یہ کہنے لگے کہ ہم ان کو اصلی خدا نہیں مانتے ان کو ہم چھوٹے چھوٹے خدا مانتے ہیں جس طرح کسی بادشاہ کے دربار میں یا تخت مختلف شعبوں اور کاموں کے لئے حاکم مقرر ہوتے ہیں اسی طرح یہ بھی ہامری زندگی میں مختلف کاموں کے لئے چھوٹے پیمانے کے خدا ہیں، ان کو ہم خوش کر کے اپنے بڑے خدا کو خوش کر سکتے ہیں، تا کہ یہ چھوٹے خدا بڑے خدا کے ہاں ہماری شفارش کر سکے، اور ہمارا کام بھی اسی طرح آسانی کے ساتھ ہو جائے گا اور ہمیں بڑے خدا سے کہنے کی ضرورت پیش نہیں پڑے گی۔ جس طرح صاحب الرحیق المختوم نے جن بتوں کو بیان کیا ہے۔ ان کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی سورہ نوح میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان بتوں اور بت پرستوں کے کفر کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے اوران بتوں کے بچاری مرنے سے پہلے اپنی نسلوں کو یہ نصیحت کر کے مرتے تھے۔ بتوں کے نام کا تذکرہ قرآن مجید میں اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے:

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا [15]

"اور بولے ہر گز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور ہر گز نہ چھوڑنا وَدّ اور سُواع اور یَغوث اور یَعوق اور نَسر کو"

جب آقا کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کر دیا، اسلام نے بتوں کی اس پوجا کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان سے دور رہنے کا حکم فرمایا۔ علامہ عبد الرزاق بھتر الوی نے بھی مشرکوں کے دوسرے گروہ یعنی بت پرست جو خدا کو بھی نہیں مانتے تھے ان کی وضاحت کے لئے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کا سہارا لیتے ہیں:

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ[16]

"اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔"

رب تعالیٰ کو ماننے کے باوجود بتوں کو واجب الوجود نہ ماننے کے باوجود پھر بھی وہ عبادت کا مستحق سمجھتے تھے ان کے اسی عقیدہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کر دیا ہے کہ وہ صرف بتوں کو وسیلہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کو وہ اپنا معبود بھی مانتے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَعَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌO أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌO[17]

"اور انہیں اس کا اچنبا ہوا کہ ان کے پاس انہیں میں ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا، اور کافر بولے یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا کیا اس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا بیشک یہ عجیب بات ہے۔"

اسی طرح قرآن مجید کی ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا:

أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى[18]

"ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنالئے، کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں۔"

قرآن مجید کی ان آیات کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ بھتر الوی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

"ان بیان کردہ آیات سے واضح ہوا کہ کافر، مشرکین عرب برملا کہہ رہے ہیں کہ ہم ان بتوں کو خدا مانتے ہیں، کیا سارے خداؤں کو ایک مان لیں؟ ہم تو ان کی عبادت کرتے ہیں تاکہ اللہ کے قریب ہو جائے۔"[19]

5.3. اسلام کا عقیدہ

صاحب نجوم الفرقان نے مشرکین کے بارے بیان کردہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس بات کو واضح کیا ہے کہ کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں جو کسی بھی اللہ کے پیغمبر یا ولی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرا سکے اور اگر کوئی ایسا کرتا بھی ہے تو وہ کچھ بھی ہو سکتا ہے مگر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ علامہ بھترالوی تفسیر نجوم الفرقان میں لکھتے ہیں:

"انبیاء اور اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اس کے مقبول بندے ہیں معبود نہیں انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو معبود ماننا تو بفضلہ تعالیٰ امت مصطفیٰ ﷺ کے کسی جاہل کا عقیدہ بھی نہیں۔ علماء کا یہ باطل عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ بہتان عظیم ہے۔"[20]

6. خلاصہ بحث

دین اسلام ایک ایسا مذہب ہے اور یہ اس کی خوبی ہے کہ وہ تمام مذاہب کو تسلیم بھی کرتا ہے اور اس کے ماننے والے اس پر ایمان بھی لاتے ہیں اور وہ کسی مذاہب کو مسترد نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کا بقائے باہم اور بین المذاہب احترام پر کتنا یقین تھا اس کا اندازہ حلف الفضول کے قیام سے لگایا جا سکتا ہے جس کا مقصد مذہب، قبیلے اور حسب و نسب سے اوپر اٹھ کر کمزور طبقات کو ظلم سے بچانا تھا۔ اسلام، امنِ عالم کا داعی مذہب ہے۔ اسلام ہر ایک شخص سے دلائل کی بنیاد پر مکالمہ کرتا ہے اور اپنے مخالفین تک سے دلیل و برہان لانے کا مطالبہ کرتا ہے، اسلام تصادم کی بجائے ایک پر امن فضا کو تشکیل دیتا ہے۔ یہی حکمت عملی، دعوت دین کے نفوذ اور پھیلاؤ کا سبب بنتی ہے۔ اور اس سے مفاہمانہ مکالمے کا راستہ پیدا ہوتا ہے اور اسی میں غلبہ دین کا مقصد پیش نظر رہا ہے۔ عہد حاضر میں ہم لوگ نبوت کی کرنوں سے جس قدر مستفید ہوں گے ہمارے معاشرے میں ظلمتیں اتنی ہی کم ہو گی۔ تعصب و جہالت سے لے کر غربت و ظلم تک جتنے بھی مصائب و کمزوریاں ہیں ان کی اصلاح، تعلیمات نبوی ﷺ کے منہج سے ہی ممکن ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں اس لیے آپ ﷺ کے مشن کی عملی تکمیل اور فکری توضیح و توسیع پوری امت کی ذمہ داری ہے۔ مطالعہ ادیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیری ادب اصلاح، معاشرہ میں بھی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ ان میں اختیار کردہ اسالیب اور مسئلہ کی نوعیت آسان فہم اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ دور حاضر میں امت مسلمہ کے درپیش مسائل کے پس پردہ تناظر میں کار فرما مذہبی منافرت کی افہام و تفہیم کے لئے یہ خاصی اہمیت کے حامل ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] محمد:24

[2] الحاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، مستدرک الصحیحین الامام الحکم، (ابی الفضل محمد شفیق الرحمن القادری)، لاہور، شبیر برادرز، دسمبر 2013، رقم الحدیث:2047، ج:2، ص:355

[3] آل عمران:64

[4] النحل:125

[5] المظفر، ولی خان، مکالمہ بین المذاہب، ص:43

[6] کریم بخش، ملک، اسلام اور مذاہب عالم، مکتبہ دانیال، لاہور، ص:21

[7] البقرہ:78

[8] بھترالوی، عبدالرزاق، نجوم الفرقان من تفسیر آیات القرآن، روالپنڈی، ضیاء العلوم پبلی کیشنز، 2007ء ج:3، ص:311

[9] بھترالوی، عبدالرزاق، نجوم الفرقان، ج:3، ص:311

[10] بھترالوی، عبدالرزاق، نجوم الفرقان، ج:1، ص:322

[11] بھترالوی، عبدالرزاق، نجوم الفرقان، ج:1، ص:322

[12] کاندھلوی، محمد ادریس، اسلام اور عیسائیت، دارالعلوم الاسلامیہ، لاہور، س-ن، ص:9

[13] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب فضیلتوں کے بیان، باب: قبیلہ خزاعہ کا بیان، دارالکتب العلمیہ بیروت، 1412ھ، ج:5، رقم الحدیث:3521

[14] مبارک پوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، طبع جدید، المکتبۃ السلفیہ، لاہور، 2003ء، ص:57

[15] نوح:23

[16] لقمان:25

[17] ص:4-5

[18] الزمر:3

[19] بھترالوی، عبدالرزاق، نجوم الفرقان من تفسیر آیات القرآن، روالپنڈی، ضیاء العلوم پبلی کیشنز، 2007ء، ج:1، ص:323

[20] بھترالوی، عبدالرزاق، نجوم الفرقان من تفسیر آیات القرآن، ج:1، ص:323